مسلم امت کی ہم آہنگی میں مسالک اسلامیہ کے فقہی مشترکات کا کردار

شیراز اختر ۞
شبیر حسین ۞

The Role of Jurisprudential Commonalities of Islamic Schools of Thought in Religious Harmony

Shiraz Akhtar ۞
Shabbir Hussain ۞

ABSTRACT

In early Islam, there was a strong unity, harmony, and entirety in the religious and secular matters of Muslims. However, with the passage of time, and especially with the development of different schools of thought, the differences slowly gave way to divisions and discord. However, there are numerous doctrinal and jurisprudential commonalities in different Islamic schools of thought which need to be put forth in a systematic form. This article attempts to locate such commonalities

۞ پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، محی الدین اسلامی یونی ورسٹی، نیریاں شریف، آزاد جموں وکشمیر۔ (sherazwaseemiiui@gmail.com)

۞ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، محی الدین اسلامی یونی ورسٹی، نیریاں شریف، آزاد جموں وکشمیر۔ (s.hussain@miu.edu.pk)

۞ Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Mohi-ud-Din Islamic University, Nerian Sharif, Azad Jammu and Kashmir. (sherazwaseemiiui@gmail.com)

۞ Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Mohi-ud-Din Islamic University, Nerian Sharif, Azad Jammu and Kashmir. (s.hussain@miu.edu.pk)

in various jurisprudential schools of thought with which Pakistani Muslims associate themselves. It is also argued in the article that bringing forth the commonalities among Muslims could lead to the existence of a tolerant and peaceful society.

مذہبی ہم آہنگی میں مسالک کے فقہی مشترکات کا کردار

اوائل اسلام میں مسلمان ملت واحدہ کی عملی مثال تھے۔ ان کے دینی، دنیاوی اوراخروی معاملات میں ہم آہنگی تھی۔ اسی طرح ان کی انفرادی، اجتماعی، خانگی، عملی اور نظریاتی زندگی میں — خواہ وہ حاکم ہوں یا محکوم — اتحاد و وحدت کا عملی مظاہرہ ہوتا تھا۔ جب حاکم وقت دعوت جہاد دیتا تھا تو مسلمان بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی عزت و ناموس کے تحفظ و دفاع کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ایسے ہی جب انھیں اجتماعی، سیاسی، معاشرتی یا فقہی و مذہبی مسائل درپیش آتے تو وہ اللہ کی رضا کے لیے ایک ایسا مشترکہ راستہ اختیار کرنے کی کوشش کرتے جس سے امت کو فکری و عملی میدان میں فائدہ پہنچے۔

ایک عمومی مشاہدہ یہ ہے کہ جب سے امت مسلمہ میں مسلکی و فقہی گروہ و نظریات وجود میں آئے تب سے امت مسلمہ کی توجہ اپنی مرکزی اکائی اور وحدت و یگانگی کے راستے سے ہٹ گئی اور عمومی و اجتماعی وحدت و یک جہتی کی اہمیت مسلکی و انفرادی آراو نظریات اور گروہوں کے مقابلے میں کم تر درجے کی حامل ہو گئی۔

عصر حاضر کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ انتشار و اختلاف کی شکار اس امت مسلمہ کے نظریاتی، عملی اور فکری مشترکات کی اہمیت کو محسوس کرنے اور انھیں منظر عام پر لانے والے اہل علم واحساس کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ تمام اسلامی فقہی مسالک کے ہاں پائے جانے والے نظریاتی اور اصولی مشترکات قابل قدر تعداد میں موجود ہیں۔ ان تمام مشترکات کو منظم و مربوط صورت میں منظر عام پر لایا جائے اور عوام الناس کو ان سے آگاہ کیا جائے تو مسلم معاشرے میں مذہبی ہم آہنگی اور باہمی تحمل و برداشت کو فروغ ملے گا اور علمی و فکری ترقی کی شاہ راہ پر تیزی سے گام زن ہونے کی راہ ہم وار ہو گی۔

زیر نظر مقالے کو قلم بند کرنے کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ کم از کم وطن عزیز پاکستان میں مذہبی و

مسلکی سطح پر ہم آہنگی کے لیے باہمی مشترکات کو سامنے لایا جائے۔ ایک دوسرے کی آرا کو تحمل سے سنا جائے اور اپنے نظریات دوستانہ انداز و اسلوب میں منطقی دلائل کے ساتھ پیش کیے جائیں۔ اس سے ایک جانب مذہبی رواداری اور مسلکی ہم آہنگی کو فروغ ملے گا، تو دوسری طرف وطن عزیز میں امن وامان اور باہمی اتحاد و یک جہتی کو بھی مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جاسکے گا۔

علامہ اقبال کا پیغام ہم آہنگی

حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی بنیادی اور اساسی مشترکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی لازوال نظم ”جواب شکوہ“ کے چند اشعار میں مسلم امہ کو اتحاد و یک جہتی کا لازوال پیغام ان الفاظ میں دیا ہے:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ،ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں[۱]

اسلام وحدت، مذہبی رواداری اور باہمی امن کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو تحمل برداشت اور رواداری کا پیغام دیتا ہے۔ دوسروں کی رائے تحمل سے سننا اور اس کا احترام کرنا نیز اختلاف کرتے ہوے بھی اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا اسلامی تعلیمات ہی کا خاصہ ہے۔

عصر رسالت میں ہم آہنگی کی مثال

ان مفاہیم کا ثبوت سیرت طیبہ سے ملتا ہے کہ جب عیسائی وفد مدینہ آئے اور مسجد نبوی میں قیام کیا اور اپنی عبادت کے وقت ناقوس بجایا تو صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ غصے میں آگئے اور ان کو مسجد نبوی سے باہر نکالنے کا منصوبہ بنایا۔ اس وقت آپ نے صحابہ کرام کو اس منصوبے سے باز رکھا اور عیسائی وفد کو مسجد نبوی میں عبادت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

۱۔ علامہ اقبال، **کلیات اقبال** (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۰ء)، ۲۳۰، نظم: جواب شکوہ۔

قال ابن اسحاق و حدثني محمد بن جعفر بن الزبير قال : لما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المدينة فدخلو اعليه مسجده حين صلى العصر، عليهم ثياب الحبرات جبب و اردية، في جمال رجال بن الحارث بن كعب قال: يقول بعض من رآهم من أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم يومئذ ما رأينا بعدهم وفدا مثلهم وقد حانت صلاتهم، فقاموا في مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصلون: فقال رسول الله صلى الله عليه آله وسلم دعوهم، فصلوا إلى المشرق.(۲)

(نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ منورہ آیا، وفد میں ۶۰/ افراد تھے۔ جب وہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت حضور ﷺ عصر کی نماز ادا کر چکے تھے۔ یمنی کپڑوں میں ملبوس، قبائیں اور چادریں لپٹے ہوئے، حارث بن کعب کے افراد کے اونٹوں پر سوار کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں دیکھ کر کہا کہ ہم نے ان جیسا وفد نہیں دیکھا۔ ان کی نماز کا وقت ہو گیا، وہ اٹھے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انھیں چھوڑ دو، انھوں نے مشرق کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی۔)

اس واقعے سے جہاں اسلام کے وسیع ظرف کا پتا چلتا ہے وہاں اس بات کی بھی دلیل ملتی ہے کہ اس دنیا میں دین کی پیروی کے معاملے میں ہر شخص آزاد ہے اور اپنے پسندیدہ دین پر آزادانہ عمل پیرا ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید میں ہم آہنگی کی تعلیمات

قرآن کریم میں لفظ أمة واحدة کا لفظ نو بار استعمال ہوا ہے جن میں سے چار دفعہ الناس کے لفظ کے ساتھ استعمال ہوا ہے یعنی پوری انسانیت ایک امت تھی پھر آپس میں اختلاف شروع ہو گیا اور لوگ گروہوں میں بٹ گئے۔ باقی پانچ دفعہ أمة واحدة کے ساتھ جمع مخاطب کی ضمیر استعمال ہوئی ہے کہ تم لوگ ایک ہی امت تھے۔(۳)

ان آیات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام فرقہ واریت اور اختلافات کی جگہ مشترکات کو سامنے لاتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ تحمل و برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باہمی تعاون اور اتفاق و اتحاد کا متمنی ہے۔

اس دعوے کا دوسری ناقابل تردید ثبوت سورہ آل عمران کی یہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ

۲۔ اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دارالکتب العلمیة، ۱۴۱۹ھ)، ۲۰: ۴۲، تفسیر سورۃ آل عمران، آیات: ۵۹-۶۳۔

۳۔ القرآن، ۲:۲۱۳؛ ۳:۴۸؛ ۱۰: ۱۹؛ ۱۱: ۱۱۸؛ ۱۶: ۹۳؛ ۲۱: ۹۲؛ ۲۳: ۵۲؛ ۴۲: ۸؛ ۴۳: ۳۳۔

بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ﴾ (آپ فرما دیں: اے اہلِ کتاب! تم اس بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے، (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو اللہ کے تابع فرمان (مسلمان) ہیں۔)[۴]

ذیل میں اسلامی فقہی مسالک کے چیدہ چیدہ مشترکات کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اگر ہم خلوص دل سے متحد اور متفق ہونے کی آرزو رکھتے ہیں تو ایسا مشترک سرمایہ اور علمی میراث موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے باہمی رواداری کے لیے کسی اور چیز کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

اصول فقہ اور فقہ میں مشترکات

- تمام مسالک کے علما و فقہا کا قرآن، سنت، عقل اور اجماع کے بنیادی مآخذ فقہ ہونے پر اتفاق ہے۔
- نماز کے وجوب اور ضروریات دین ہونے میں بنیادی طور پر تمام مسالک اسلامیہ کا اتفاق ہے۔
- واجب نمازوں کے ارکان کی تعداد اور بیشتر شرائط اور تعداد رکعات پر بھی تمام مسالک متفق ہیں۔
- اس بات پر بھی تمام مسالک کا اتفاق ہے کہ نماز کی فرضیت (وجوب) ہجرت سے ایک سال قبل لیلۃ الاسراء کو ہوئی۔
- نماز جمعہ کے وجوب پر بھی تمام مسالک کے فقہا کا اجماع ہے۔ بہ طور مثال، ابن منذر لکھتے ہیں: ”وأجمعوا على أن صلاة الجمعة واجبة على الأحرار البالغين المقيمين الذين لاعذر لهم.“[۵] (نماز جمعہ کے ان لوگوں پر فرض ہونے میں سب کا اجماع ہے کہ جو بالغ ہوں، آزاد ہوں، مسافر نہ ہوں اور کوئی مجبوری (عذر) نہ ہو۔)
- نماز جمعہ کے دو خطبوں پر بھی سبھی مسالک کا اتفاق ہے۔

۴۔ القرآن، ۳: ۶۳۔

۵۔ *محمد بن ابراہیم ابن المنذر*، **الإجماع: يتضمن المسائل الفقهية المتفق عليها عند أكثر علماء المسلمين** (بیروت: مؤسسة الكتب الثقافية، ۱۹۹۳ء)، ۱: ۱۸؛ *عبد الرحمن الجزیری*، **الفقه على المذاهب الأربعة** (بیروت: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم، ۱۹۹۳ء)، ۱: ۳۹۵۔

- نماز میت کا وجوب بھی سبھی مسالک کے ہاں متفقہ امر ہے۔
- یومیہ پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی نماز فوت (قضا) ہو جائے تو اس کی قضا بجالانا تمام مسالک کے فقہا کے نزدیک ضروری ہے۔
- اصل وجوب روزہ، زکاۃ اور حج پر تمام مسالک اسلامیہ کے فقہا کا اجماع ہے۔
- کسی بھی مسلک کے فقیہ یا عالم کا وضو، غسل اور تیمم کے وجوب پر کوئی اختلاف نہیں۔
- جنایات کے باب میں قصاص، حدود اور تعزیرات کے اصل وجوب پر سبھی متفق ہیں۔
- ازدواجی زندگی کے نظام سے مربوط بنیادی واجب امور بھی سبھی مسالک کے ہاں متفقہ ہیں۔
- تمام مسالک کے ہاں تجارت، اجارہ، رہن اور احیاے موات کی مشروعیت پر کوئی معمولی اختلاف دیکھنے میں نہیں آتا۔
- قرآن و حدیث میں بیان کردہ ارث کی مشروعیت، اس کے ارکان اور معینہ حصص کی تعداد پر بھی تمام مسالک کے اہلِ علم کا اجماع ہے۔
- درج بالا تمام بنیادی امور کی اکثر شرائط اور دلائل بھی کم و بیش تمام اسلامی مسالک کے ہاں یکساں نوعیت کے ہیں۔

ان تمام بنیادی اور اہم شرعی و فقہی موضوعات اور ان کے احکام کے بارے میں تمام مسالک کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

اگرچہ مدلل اور نظریاتی اختلاف کا ہونا — وہ بھی ذیلی اور فروعی مسائل میں — بنیادی طور پر کوئی غیر انسانی اور غیر فطری امر نہیں، مگر ان فروعی مسائل اور جزوی اختلافات کو بنیاد بنا کر اہم متفقہ موضوعات و احکامات اور بنیادی مشترکات سے صرف نظر کرنا نہ صرف اسلامی شریعت کے فلسفۂ اتحاد و وحدت کی عالم گیریت کے منافی ہے بلکہ دور حاضر میں امت مسلمہ کو جن بڑے مسائل کا سامنا ہے، ان کی کم و بیش بنیادی وجہ بھی یہی اختلافات ہیں۔

فقہی مباحث کے اہم اور بنیادی موضوعات و احکامات کے مشترکات کا جائزہ لینے سے مقالہ نگاران اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسلامی مسالک کے مابین بیش تر احکامات میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے، اور اگر کہیں اتفاق رائے نہ بھی پایا جاتا ہو وہاں نہایت ہی خفیف نوعیت کے اختلافات موجود ہیں، جن سے صرف نظر کرنا نہ صرف اسلامی نقطۂ نظر سے بلکہ مسلکی قواعد و ضوابط کی روشنی میں بھی کسی طرح نقصان دہ نہیں۔

ذیل میں چند بنیادی مآخذ فقہ سے ایسی مثالیں پیش کی جائیں گی جن سے اختلافات کی نوعیت واضح ہو جائے گی۔

فقہی مشترکات

۱۔ حج کی تینوں اقسام یعنی، حج تمتع، حج افراد اور حج قران کی مشروعیت پر سبھی مسالک متفق ہیں۔ جزوی اختلاف صرف یہ ہے کہ ان تینوں میں سے افضل کون سی قسم ہے۔[۶]

۲۔ حج کے ایک اہم رکن وقوف عرفہ میں نیت کے شرط ہونے کے بارے میں جو اختلاف ہے وہ بھی نہایت خفیف اور غیر نقصان دہ نوعیت کا ہے۔ مثلاً جعفری اور مالکی فقہا کے نزدیک وقوف کے لیے نیت لازم ہے؛ جب کہ شافعی اور حنبلی فقہا نے صرف یہ شرط ذکر کی ہے کہ وقوف کرنے والا مجنون، مست اور بے ہوش نہ ہو؛ جب کہ حنفی فقہا کے نزدیک عقل کی شرط بھی ضروری نہیں، صرف عرفہ میں موجود رہنا ہی کافی ہے، چاہے بغیر نیت کے ہو یا نیت کے ساتھ، چاہے وقوف کی جگہ جانتا ہو یا نہیں، چاہے مجنون ہو یا صاحب عقل۔[۷]

۳۔ جو شخص شدید پیاس کی بیماری میں مبتلا ہو اور رمضان کے روزے تواتر سے رکھنے پر قدرت نہ رکھتا ہو لیکن چھوٹے دنوں یا سردیوں میں آئندہ رمضان تک روزوں کی قضا بجالانے پر قادر ہو تو سبھی مسالک کا اتفاق

۶۔ شہید اول، شمس الدین محمد بن مکی عاملی، **الدروس الشرعية في فقه الإمامية** (قم: مؤسسة النشر الإسلامي، ۱۴۱۴ھ)، ۱: ۲۰؛ شہید ثانی، زین الدین عاملی، **شرح اللمعة الدمشقية** (قم: چاپخانه علمية، س ن)، ۲: ۶۸ ؛ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم المصری، **البحر الرائق في شرح كنز الدقائق** (بیروت: دار الكتاب الإسلامي، س ن)، ۷: ۸۵؛ علاء الدين الحصكفي، **الدر المختار** (بيروت: دار الفكر، ۱۳۸۶ھ)، ۲: ۵۲۹؛ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی، **تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق** (قاہرہ: دار الكتب الإسلامي، ۱۳۱۳ھ)، ۲ :۴۰؛ شمس الدین السرخسی، **المبسوط** (بیروت: دار المعرفة، س ن)، ۴: ۵۲۹؛ شہاب الدین احمد بن ادریس القرافی، **الذخيرة** (بيروت: دار الغرب، ۱۹۹۴)، ۳: ۲۵۸؛ محمد بن عبد اللہ الخرشی، **شرح مختصر خليل** (بيروت: دار الفكر للطباعة، ۱۹۹۴)، ۲: ۲۹۴۔

۷۔ عبد الرحمٰن الجزیری، السید محمد الغروی، الشیخ یاسر مازح، **كتاب الفقه على المذاهب الأربعة ومذهب أهل البيت** (بیروت: دار الثقلين، ۱۹۹۸ء)، ۱: ۸۷۴– ۸۷۵۔

ہے اس پر قضا واجب ہے۔ لیکن ایسے شخص پر کفارہ (فدیہ) کے وجوب اور عدم وجوب کے بارے میں اختلاف ہے جس کی نوعیت بھی نہایت ہی خفیف ہے۔ مثلاً حنفیوں کے نزدیک مریض اگر استطاعت رکھتا ہو تو کفارہ (فدیہ) واجب ہے؛ جب کہ دیگر مسالک اربعہ (جعفری، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے نزدیک کفارہ (فدیہ) واجب نہیں۔[۸]

۴۔ حدیث نبوی ﷺ میں خیار تدلیس کے سلسلے میں بکری کی جو مثال مذکور ہے، اس میں اسلامی مسالک کے مابین موجود معمولی جزوی اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ اگر کوئی کسی بکری یا چوپایہ کو فروخت کرے اور خریدار نے اس کے بڑے تھنوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس خیال سے خریدا کہ یقیناً یہ دودھ زیادہ دے گی۔ دوھنے پر معلوم ہوا کہ اس کے تھن صرف دیکھنے میں بڑے ہیں لیکن اس میں دودھ زیادہ نہیں۔ ایسی صورت میں مشتری کو خیار تدلیس حاصل ہو گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ شافعی، فقہ مالکی اور فقہ حنبلی کے تحت فتویٰ یہ ہے کہ اگر مشتری چوپایہ واپس کرنا چاہے تو ساتھ ایک صاع (تقریباً ۳ کلو) رائج الوقت خوراک کے ساتھ واپس کر سکتا ہے۔ جب کہ فقہ جعفری اور فقہ حنفی کے تحت فتویٰ یہ ہے کہ خریدار کو مطلقاً خیار تدلیس حاصل ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ واپس کرتے ہوئے وہ ایک صاع رائج الوقت طعام بھی ساتھ دے دے۔[۹]

مذکورہ بالا فقہی احکامات میں متفقہ رائے کی موجودگی در اصل اسلامی مسالک کے مابین موجود مشترکات کی بڑی دلیل ہے۔ اس دعوے کی وضاحت کے لیے کچھ مزید مثالیں پیش کی جاتی ہیں تا کہ مشترکات کی نوعیت و

۸۔ القرافی، **الذخیرة**، ۲: ۵۱۶۔

۹۔ ابو بکر محمد شطا الدمیاطی، **حاشية إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين لشرح قرة العين بمهمات الدين** (بیروت: دار الفكر، س ن)، ۳: ۳۳؛ القرافی، **الذخیرة**، ۵: ۳۶؛ ابراہیم بن علی ابو اسحاق شیرازی، **المهذب في فقه الإمام الشافعي** (بیروت: دار الكتب العلمية، س ن)، ۱: ۲۸۲؛ عبد الرحمٰن بن محمد المقدسی ابن قدامۃ، **الشرح الكبير** (بیروت: دار الكتاب العربية، ۱۳۹۴ھ)، ۴: ۸۰؛ ابراہیم بن محمد ابن مفلح، **المبدع في شرح المقنع** (بیروت: المكتب الإسلامي، ۱۹۸۰ء)، ۳: ۴۱۹؛ منصور بن یونس بن ادریس البہوتی، **كشاف القناع عن متن الإقناع** (بیروت: دار الفكر، ۱۴۰۲ھ)، ۹: ۹۵؛ شہید اول، **الدروس**، ۳: ۷۳؛ محمد بن حسن طوسی، **المبسوط في فقه الإمامية** (قم: مؤسسة النشر الإسلامي، ۱۴۲۲ھ) ۲: ۲۶۲۔

کیفیت مکمل واضح ہو جائے۔

فقہی مشترکات اور ہم آہنگی

۱۔ تمام مسالک کی فقہی کتابوں میں فرض نمازوں کی رکعات کی تعداد سترہ ہے۔ اس کے وجوب کا انکار کرنا باعثِ گناہ ہے۔ جو شخص کاہلی اور سستی یا یالاابالی کی وجہ سے نماز نہ پڑھے تو حنبلی، مالکی اور شافعی فقہا کے نزدیک ایسے شخص کی سزا قتل ہے۔ جب کہ حنفی فقہا کے نزدیک ایسے شخص کی سزا عمر قید ہے اور جعفری فقہا کے مطابق حاکم شرع کے فیصلے کے مطابق تین بار ایسے شخص کی تعزیر کی جائے گی، پھر بھی وہ نماز نہ پڑھے تو چوتھی بار اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

مذکورہ بالا مثال میں بے نمازی کی تادیب تمام اسلامی مسالک میں مشترک حکم ہے، نیز تادیب کی کیفیت میں "قتل کر دینا" بھی سوائے فقہ حنفی کے، مشترک حکم ہے۔[۱۰]

۲۔ نماز کے لیے وضو کے واجب ہونے پر سبھی مسالک متفق ہیں۔ نیز وضو میں بھی چہرے اور ہاتھوں کے دھونے اور سر کے مسح پر بھی سبھی کا اتفاق ہے۔ اختلاف فقط اتنا ہے کہ سر کے کتنے حصے کا مسح کیا جائے؟[۱۱]

۳۔ وضو چوں کہ ایک تعبدی عبادت ہے اس لیے تمام مسالک کے اہلِ علم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اس میں (قصد قربت) نیت بھی ضروری ہے۔

۴۔ وضو کی شرائط کے حوالے سے درج ذیل شرائط سبھی مسالک اسلامیہ میں مشترک ہیں:

۱۰۔ محمد جواد مغنیہ، **الفقه على المذاهب الخمسة** (طہران: مؤسسة الصادق للطباعة والنشر، ۱۳۶۷ھ)، ۷۷۔

۱۱۔ حنبلی پورے سر اور کانوں کے، مالکی صرف پورے سر کے، حنفی سر کے ایک ربع (ایک چوتھائی) کے، شافعی سر کے بعض حصے کے، جب کہ امامی سر کے اگلے حصے پر (یعنی اتنی مقدار میں مسح کریں کہ مسح کا اطلاق ہو تو صحیح ہے) مسح کے قائل ہیں۔ مغنیہ، **الفقه على المذاهب الخمسة**، ۳؛ عبد السمیع الازہری، **جواهر الإكليل في شرح المختصر** (بیروت: دار المعرفة)، ۱۰؛ محمد بن حسن الشیبانی، **كتاب الآثار** (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۳ء) ۱: ۱– ۱۰؛ محمد بن ادریس الشافعی، **الأم** (ریاض: بیت الافکار الدولیة، س ن)، ۲۳– ۲۴؛ محفوظ بن احمد الکلوذانی، **الهداية على مذهب الإمام أبي عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني** (کویت: غراس للنشر والتوزیع، ۲۰۰۴ء)، ۵۳– ۵۴۔

i. وضو کے پانی کا مطلق ہونا۔

ii. پانی کا پاک ہونا یعنی نجس نہ ہونا۔

iii. پانی پہلے ہی کسی حدث یا خبث کو رفع کرنے کے لیے استعمال نہ کیا گیا ہو۔

iv. پانی کے استعمال میں کوئی چیز (مثلاً بیماری یا قلت وقت وغیرہ) رکاوٹ نہ ہو۔

v. وضو کے اعضا وضو سے قبل پاک ہوں۔

vi. وضو کا پانی جلد تک پہنچ جائے یعنی پانی کے جلد تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو (مثلا: چیونگم، تیل، ناخن پالش وغیرہ)۔

vii. وضو کر کے نماز ادا کرنے کے لیے وقت بھی کافی ہو۔(۱۲)

viii. منی، پیشاب، پاخانہ، مقعد کے راستے ریح کا اخراج، ایسی مستی، جنون یا بے ہوشی جو زوال عقل کا سبب بنے، ان سب کا مبطل وضو ہونے پر سبھی مسالک کا اجماع ہے۔

۴۔ غسل کے اسباب، جنابت، (عورتوں کے لیے حیض و نفاس) اور غسل میت پر تمام مسالک کے اہل علم متفق ہیں۔

۵۔ تیمم کے فرائض میں درج ذیل امور کو تمام مسالک اسلامیہ واجب سمجھتے ہیں:

i. نیت۔

ii. ہاتھوں کا مٹی / زمین سے مسح کرنا۔

iii. مٹی سے مسح شدہ ہاتھوں کے ذریعے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا۔ (۱۳)

۶۔ تیمم کے جائز ہونے کے درج ذیل اسباب پر بھی تمام مسالک کا اتفاق ہے:

i. پانی کا نہ ملنا / عدم دست یابی۔

ii. پانی کے استعمال سے عاجز آنا۔(۱۴)

۱۲۔ الجزیری، **الفقه على المذاهب الأربعة**، ۶۳ومابعد۔

۱۳۔ عبدالسلام العمرانی الخالدی، **النصوص الفقهية المختارة طبقا للمذاهب الأربعة المعتبرة** (بیروت: دارالكتب العلمية، ۲۰۰۶ء)، ۳۷- ۴۱؛ محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی المالکی، **القوانين الفقهية في تلخيص مذهب المالكية** (کویت: وزارة الأوقاف، س ن)، ۶۱- ۶۳۔

۱۴۔ الجزیری، **الفقه على المذاهب الأربعة**، ۱: ۱۶۹؛ مغنية، **الفقه على المذاهب الخمسة**، ۶۷- ۶۸؛ محمد بن قاسم

۷۔ درج ذیل چیزوں کا مبطلات نماز ہونے پر سبھی مسالک کا اتفاق ہے:

i. دوران نماز اس کی شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے مثلاً کسی نے پکڑ کر اسے قبلے کی طرف سے موڑ لیا۔

ii. کوئی ایسا امر دوران نماز صادر ہو جائے جس سے وضو یا غسل یا تیمم واجب ہو جائے۔

iii. نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

iv. دوران نماز کچھ کھا لینا یا پی لینا۔

v. دوران نماز کسی دنیاوی کام کی خاطر آواز کے ساتھ گریہ کرنا۔

vi. واجبات نماز میں سے جان بوجھ کر کسی کو چھوڑ دینا۔

vii. اپنا رخ نماز کے دوران قبلے کی جانب سے موڑ دینا۔

viii. دوران نماز، نماز کی ظاہری شکل بگاڑنے والا کوئی کام سرانجام دے۔ مثلاً اچھلنا، کودنا وغیرہ۔[۱۵]

۸۔ وجوب روزہ کے لیے درج ذیل شرائط سبھی مسالک میں مشترک ہیں:

i. بالغ ہونا۔

ii. عاقل ہونا۔

الغزی شافعی، **فتح القريب المجيب على التقريب** (مصر: مطبعة المصطفى البابي، ۱۳۴۳ھ)، ۸، ۹؛ شافعی، **الأم**، ۷، ۳۔

۱۵۔ الخالدی، **النصوص الفقهية المختارة**، ۸۹-۹۲؛ العلامة الحلی، حسن بن یوسف بن مطہر، **إرشاد الأذهان إلى أحكام الإيمان** (قم: مؤسسة النشر الإسلامي، ۱۴۱۰ھ)، ۱: ۲۶۷-۲۶۸؛ سید محمد کاظم یزدی، **العروة الوثقى** (بیروت: الدار الإسلامية، ۱۴۱۰ھ)، ۲: ۱۹۵- ۲۰۷؛ مصطفی السیوطی الرحیبانی، **مطالب أولى النهى في شرح غاية المنتهى** (دمشق: دار النشر المكتب الإسلامي، ۱۹۶۱ء)، ۱: ۵۳۶-۵۳۹؛ صالح عبد السمیع الآبی الازہری، **الثمر الداني في تقريب المعاني شرح رسالة ابن أبي زيد القيرواني** (بیروت: المكتبة الثقافية، ۱۴۱۵ھ)، ۱۷۵- ۱۷۹؛ محمد العربی القروی، **الخلاصة الفقهية على مذهب السادة المالكية** (بیروت: دار الكتب العلمية، س ن)، ۱: ۷۸-۸۴؛ محمد شطا الدمیاطی، **حاشية إعانة الطالبين**، ۱: ۱۷، ۲۷۴؛ محمد الخطیب الشربینی، **الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع** (بیروت: دار الفكر، ۱۴۱۵ھ)، ۱: ۱۵۲؛ ابن قدامہ، **المغني**، ۱: ۶۹۳۔

iii. مسلمان ہونا۔

iv. روزے کی نیت کرنا۔

v. عورت کا حیض اور نفاس سے پاک ہونا۔ (۱۶)

۹۔ سبھی مسالک کے متفقہ مبطلات روزہ درج ذیل امور ہیں:

i. جان بوجھ کر روزے کی حالت میں کچھ کھا/پی لینا۔

ii. مباشرت/ہم بستری کرنا۔

iii. استمنا کرنا یعنی کوئی ایسا کام انجام دے جس کی وجہ سے منی خارج ہو۔

iv. جان بوجھ کرتے کرنا۔

v. حالت روزہ میں کسی مائع چیز کے ذریعے سے حقنہ کرنا۔ (۱۷)

۱۰۔ رؤیت ہلال کے حوالے میں درج ذیل امر مشترک ہے:

i. اگر کسی ایک شخص کو رمضان یا شوال یا دونوں مہینوں کا چاند ذاتی طور پر نظر آئے تو اس کی شرعی ذمے داری یہ ہے کہ رمضان کا چاند ہو تو روزہ رکھے اور شوال کا چاند ہو تو افطار کرلے چاہے کسی اور کو بھی چاند نظر آئے یا نہ آئے۔ (۱۸)

۱۱۔ حج کے واجب ہونے کے لیے درج ذیل شرائط کو تمام مسالک لازمی قرار دیتے ہیں:

i. بالغ ہونا۔

۱۶۔ القرافی، **الذخیرة**، ۲: ۵۱۴-۵۱۶۔

۱۷۔ یحییٰ ابن سعید الحلی، **الجامع للشرائع** (قم: مؤسسة سید الشهداء، ۱۴۰۵ھ)، ۱: ۳۱۶؛ طوسی، **المبسوط**، ۱۸: ۱۳؛ ابن نجیم، **البحر الرائق**، ۲: ۴۸۱؛ الآبی الازہری، **الثمر الداني**، ۱: ۵۲۹۔ وبعد؛ ابن رشد القرطبی، **بداية المجتهد و نهاية المقتصد** (قم: انتشارات الشریف الرضي، ۱۹۶۶ء) ۱: ۲۴۲؛ خطیب شربیني، **الإقناع**، ۱: ۸۳۲؛ ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، **الوسيط في المذهب**، تحقیق، محمد محمد تامر احمد محمود ابراہیم (قاہرہ: دار السلام، ۱۴۱۷ھ)، ۲: ۴۵۲؛ علی ابن سلیمان المرداوی، **الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل**، تحقیق: محمد حامد الفقی (بیروت: دار إحياء التراث العربي، ۱۳۵۵)، ۳: ۶۳۰۔

۱۸۔ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی، **مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح**، ۳۲۵؛ الجزیری، **الفقه على المذاهب الأربعة**، ۱: ۲۲۴۔

ii. عاقل ہونا۔

iii. استطاعت رکھنا یعنی مالی اور جسمانی طور پر حج کی ادائی پر قدرت رکھنا۔

iv. حج کا وقت داخل ہونا۔

v. مسلمان ہونا۔[۱۹]

۱۲– دوران حج درج ذیل امور کے حرام ہونے پر تمام مسالک کا اتفاق ہے:

i. نکاح کرنا۔

ii. مباشرت / ہم بستری کرنا۔

iii. خوش بو کا استعمال کرنا۔

iv. ناخن، بال اور پودے کو کاٹنا یا جڑ سے اکھاڑنا۔

v. سلے ہو کپڑے اور انگوٹھی پہننا۔

vi. بحری شکار کے سوا خشکی پر شکار کھیلنا۔

vii. لڑائی، جھگڑا اور جنگ وجدال کرنا۔[۲۰]

۱۳– طواف کے حوالے سے درج ذیل امور میں مسالک کے احکام مشترک ہیں:

i. حجر اسود ہی سے طواف شروع ہونا چاہیے۔

۱۹– طوسی، **المبسوط**،۱: ۳۴۵؛ ابن النجیم، **البحر الرائق**،۶: ۳۳۱؛ شیخ نظام الدین وجماعۃ، **الفتاوی الهندية** (بیروت: دارالفکر، ۱۳۱۰ھ)،۱: ۲۱۶–۲۱۷؛ محمد ابراہیم جناتی، **حج از دید گاہ مذاهب اسلامی**، ترجمہ، حسین علی مہدہ نژاد (نشر مشعر، س ن)، ۵۳؛ الآبي الازہری، **الثمر الداني**،۱ :۳۵۹؛ القرافی، **الذخيرة**،۳ : ۱۷۷–۱۷۹؛ العمرانی الخالدی، **النصوص الفقهية المختارة**، ۲۶۰؛ الجزیری، **الفقه على المذاهب الأربعة**،۱: ۶۴۴–۶۴۵۔

۲۰– محمد بن حسن الشیبانی، **الحجة على أهل المدينة** (بیروت: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ)، ۲ :۲۱۰؛ ابو بکر بن علی بن محمد الزبیدی، **الجوهرة النيرة** (قاہرہ: المطبعة الخيرية، ۱۳۲۲ھ)، ۱: ۱۶۸؛ ابو الحسن علی بن الحسین السغدی، **النتف في الفتاوى** (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۳ھ)،، ۱: ۲۱۶؛ الحسن بن یوسف بن المطہر، **تذكرة الفقهاء** (قم: مؤسسة آل البيت لإحياء التراث، ۱۴۱۴ھ)،۷: ۲۱۶؛ الحصکفی، **الدرالمختار**،۲: ۴۸۰–۴۸۵؛ السرخسی، **المبسوط**، ۴ :۱۰؛ ابو بکر بن مسعود علاء الدین کاسانی، **بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع** (بیروت: دارالکتب العلمية، ۱۹۸۶ھ)،، ۲ :۱۲۸–۱۲۹۔

ii. حجر اسود ہی پر طواف کو ختم ہونا چاہیے۔

iii. بیت اللہ شریف کو دوران طواف، طواف کرنے والے کی بائیں طرف رہنا چاہیے۔

iv. پورے بیت اللہ شریف کے گرد طواف کیا جائے۔

v. طواف کے شوط سات ہونے چاہیے یعنی طواف کے سات چکر ہوں۔(۲۱)

۱۴- رمی جمرات کے حوالے سے درج ذیل شرائط مشترک ہیں:

i. کنکریوں کے ساتھ رمی ہونی چاہیے۔

ii. رمی والی کنکریوں کی تعداد سات ہونی چاہیے۔

iii. رمی کے دوران کنکریوں کو ایک ایک کر کے مارنا چاہیے۔

iv. بہتر یہ ہے کہ دوران رمی انسان باوضو ہو۔(۲۲)

۱۵- زکاۃ کے وجوب کے بارے میں تمام اسلامی مسالک درج ذیل شرائط پر متفق ہیں:

i. انسان بالغ ہو۔

ii. عاقل ہو۔

iii. مسلمان ہو۔

iv. جس چیز کی زکاۃ دی جارہی ہے وہ پوری کی پوری انسان کی ملکیت میں ہو۔

v. فصلوں (حبوب)، پھلوں (ثمار) اور معدنیات کے علاوہ باقی اموال پر زکاۃ تب واجب ہو گی جب مکمل ایک سال تک مالک کی ملکیت میں رہیں۔

vi. زکاۃ کا نصاب پورا ہو رہا ہو۔

vii. زکاۃ دینے والا آزاد ہو، یعنی غلام نہ ہو۔(۲۳)

۲۱- نفس مرجع، ۲ :۱۳۰؛ ابن عابدین، **ردالمحتار علی الدرالمختار** (بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء)، ۸:۱۴۸؛ الآبی الازہری، **الثمر الداني**، ۱:۳۶۷؛ ابن رشد، **بداية المجتهد**، ۱: ۲۸۱-۲۸۲۔

۲۲- نفس مرجع، ۱:۲۹۰-۲۹۱؛ الخرشی، **شرح مختصر خليل**، ۲:۳۳۴؛ ابو النجا موسی الحجاوی، **الإقناع** (بیروت: دارالمعرفة، ۱۴۰۲ھ)، ۱:۲۳۶؛ شربيني، **الإقناع**، ۱:۲۵۷؛ ابن قدامہ، **الشرح الكبير**، ۳: ۴۷۴۔

۲۳- جواد مغنیہ، **الفقه على المذاهب الخمسة**، ۱۶۶- ۱۶۷؛ الجزیری، **الفقه على المذاهب الأربعة**، ۱:۶۰۴- ۶۰۸؛ احمد محمد عساف، **الأحكام الفقهية** (بیروت: دارإحياء العلوم، س ن)، ۲: ۳۲۷- ۳۳۱؛ الحلی، **الجامع للشرائع**، ۱: ۱۳۴- ۱۳۸؛ الازہری، **الثمر الداني**، ۱:۳۳۰۔

نتائج بحث

متذکرہ بالا عرائض، شواہد، دلائل اور منابع کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل نتائج کو بہ خوبی اخذ کیا جا سکتا ہے:

۱۔ صدر اسلام میں جب مختلف فرقے، مسالک اور فقہی جداگانہ نظریات نہیں تھے تو امت مسلمہ ”امۃ واحدۃ“ کی عملی واضح تصویر پیش کرتی تھی۔

۲۔ عملی و فکری اختلاف بے شک معاشرے کی ترقی کے لیے ضروری ہیں لیکن جب یہی اختلاف گروہ بندیوں اور نفرتوں کو فروغ دینے اور اتحاد امت میں رخنہ اندازی کا سبب بنیں تو اہل علم واحساس پر لازم ہے کہ کوئی ایسا راہ حل تلاش کریں جس پر چل کر تمام اہل نظر اپنے تمام نظریاتی اختلاف کے باوجود مل کر چل سکیں اور معاشرے وملک کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

۳۔ بہ نظر غائر مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان مسالک وفرقوں میں نظریاتی، اعتقادی اور فقہی حوالوں سے نمایاں اور بنیادی نوعیت کے امور مشترک ہیں۔

۴۔ باہمی نظریاتی اختلافات کی ایک بنیادی وجہ اجتہاد یا فہم مجتہد کا اختلاف ہے۔

۵۔ جہاں ایک ہی موضوع سے مربوط روایات کے متن میں کلی یا جزوی اختلاف پایا جاتا ہے اسے حل کرنے یا کم از کم اس اختلاف کی شدت کی قباحت کو کم کرنے کے لیے اہلِ علم و تحقیق دوستانہ ماحول میں اپنا کردار بھرپور طور پر ادا کر سکتے ہیں۔

۶۔ فقہی مسالک کی امہات الکتب سے شغف رکھنے والے اہل علم اس بات سے بہ خوبی آگاہ ہیں کہ ان میں فقہی اختلافات سے زیادہ باہمی مشترکات پائے جاتے ہیں۔ بہ طور مثال وضو کے وجوب، نیت، پانی کا استعمال، روبہ قبلہ ہونا، لباس کا پاک ہونا، قرائت، رکوع و سجود کا وجوب ایسے مشترکات ہیں جن کا تعلق براہ راست صرف ایک عبادت ”نماز“ سے ہے جس میں فقہی اختلاف بہت کم اور مشترکات بہت زیادہ ہیں۔

۷۔ عالم اسلام عصر حاضر میں گوناگوں انفرادی و اجتماعی مسائل کا شکار ہے۔ ان مسائل و مشکلات کا ایک بنیادی سبب کسی بھی قومی وملی مسئلے پر اتفاق نہ ہونا ہے۔ اس وقت عالم اسلام عظیم اکیاون اسلامی ممالک پر مشتمل ہے لیکن بدقسمتی سے یہ اکیاون اسلامی ممالک اپنے اپنے ملکی، سیاسی، سماجی، اقتصادی، معاشرتی

اور مذہبی مفادات کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ باہمی مشترک مفادات یا تو اہمیت حاصل ہی نہیں کرپاتے یا سرے سے ہوتے ہی نہیں جب کہ مسلم مملکت ہونے کے لحاظ سے اصولی طور پر تو ان سب کا اجتماعی، سیاسی، مذہبی اور سماجی نقطۂ نظر اصل اسلامی تعلیمات کے پیش نظر یکساں ہونا چاہیے تھا۔

۸۔ تمام مسلمانوں کا (خواہ جس بھی مسلک، فرقے یا سیاسی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں) یہ متفقہ نقطۂ نظر ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے لیکن بدقسمتی سے کسی ایک مسلم ملک کے اجتماعی و ریاستی نظام سے یہ واضح تصور نہیں ملتا کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں زندگی اور ارتقا کے پیش تر اصول عملی طور پر کارفرما ہوں۔

عصر حاضر میں شدید ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلم ممالک کے ایسے دانش ورجو واقعا "امت مسلمہ" سے سچی ہم دردی رکھتے ہوں اور اپنے ذاتی، گروہی اور مسلکی مفادات کے گرداب میں نہ پھنسے ہوئے ہوں، بلا تاخیر آپس میں مل بیٹھیں اور اجتماعی طور پر امت مسلمہ کے بنیادی اور عظیم مشترکات کا پرچار کریں اور جزوی و فروعی اختلافات کو بنیاد بنا کر ملت اسلامیہ میں انتشار پھیلانے والوں کے خلاف متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوں تاکہ ملت اسلامیہ کا تن خستہ مزید اختلافات کے ذریعے بے حس و بے جان نہ بن جائے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

List of Sources in Roman Script

- Al-Qur'an.
- 'Assaf, Ahmad Muhammad. *Al-Ahkam al-Fiqhiyyah fi al-Madhahib al-Islamiyyah al-Arba'ah*. Beirut: Dar Ihya' al-'Ulum, n.d.
- Al-Azhari, Salih Abd al-Sami' al-Abi. *Al-Thamar al-Dani fi Taqrib al-Ma'ani*. Beirut: Al-Maktabah al-Thaqafiyyah, 1415 AH.
- Al-Azhari, Salih Abd al-Sami' al-Abi. *Jawahir al-Iklil fi Sharh al-Mukhtasar*. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1412 AH.
- Al-Bahuti, Mansur b. Yunus. *Kashshaf al-Qina' 'an Matn al-Iqna'*.Beirut: Dar al-Fikr, 1402 AH.
- Al-Dimyati, Abu Bakr b. al-Sayyid Muhammad Shata. *Hashiyat I'anat al-Talibin 'ala Hall Alfaz Fath al-Mu'in*. Beirut: Dar al-Fikr, n.d.
- Al-Ghazali, Abu Hamid Muhammad b. Muhammad. *Al-Wasit fi al-Madhhab*. Cairo: Dar al-Salam, 1417 AH.
- Al-Ghazzi, Muhammad b. Qasim. *Fath al-Qarib al-Mujib fi Sharh Alfaz al-Taqrib*. Egypt: Matba'at Al-Mustafa al-Babi, 1343 AH.
- Al-Hajjawi, Abu al-Naja Musa. *Al-Iqna'*.Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1402 AH.
- Al-Haskafi, 'Ala' al-Din Muhammad b. 'Ali, *al-Durr al-Mukhtar*. Beirut: Dar al-Fikr, 1386 AH.
- Al-Hilli, Al-Hasan b. Yusuf. *Irshad al-Adhhan Ila Ahkam al-Iman*. Qum: Mu'assasat al-Nashr al-Islami, 1410 AH.
- Al-Hilli, Al-Hasan b. Yusuf. *Tadhkirat al-Fuqaha'*. Qum: Mu'assasat Aal al-Bayt li Ihya' al-Turath, 1414 AH.
- Al-Hilli, Yahya b. Sa'id. *Al-Jami' li al-Sharai'*. Qum: Mu'assasat Sayyid al-Shuhada', 1405 AH.
- Al-Jaziri, 'Abd al-Rahman and Mazih, Yasir. *Al-Fiqh 'ala al-Madhahib al-Arba'ah wa Madhhab Ahl al-Bayt*. Beirut: Dar al-Thaqalayn, 1998.
- Al-Jaziri, 'Abd al-Rahman. *Al-fiqh 'ala al-Madhahib al-Arba'ah*. Beirut: Dar al-Arqam b. Abi al-Arqam, 1993.

- Al-Kalwadhani, Mahfuz b. Ahmad. *Al-Hidayah ʻala Madhhab al-Imam Abi ʻAbd Allah Ahmad bin Muhmmad bin Hanbal al-Shaybani*. Kuwait: Gharras li al-Nashr wa al-Tawziʻ, 2004.
- Al-Kasani, ʻAlaʼ al-Din Abu Bakr b. Masʻud. *Badaʼiʻ al-Sanaʼiʻ*. Beirut: Dar al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1986 AH.
- Al-Khalidi, Abd al-Salam Al-ʻImrani. *Al-Nusus al-Fiqhiyyah al-Mukhtarah Tibaqan li al-Madhahib al-Arbaʻah al-Muʻtabarah*. Beirut: Dar al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2006.
- Al-Kharashi, Muhammad b. ʻAbd Allah. *Sharh Mukhtasar Khalil*. Beirut: Dar al-Fikr, 1994.
- Al-Mardawi, ʻAli b. Sulayman. *Al-Insaf fi Maʻrifat al-Rajih min al-Khilaf ʻala Madhhab al-Imam Ahmad bin Hanbal*. Beirut: Dar Ihyaʼ al-Turath al-ʻArabi, 1355 AH.
- Al-Qarafi, Shihab al-Din Ahmad b. Idris. *Al-Dhakhirah*. Beirut: Dar al-Gharb, 1994.
- Al-Qarawi, Muhammad al-ʻArabi. *Al-Khulasah al-Fiqhiyyah ʻala Madhhab al-Sadah al-Malikiyyah*. Beirut: Dar al-Kutub al-ʻIlmiyyah, n.d.
- Al-Rahibani, Mustafa. *Matalib Uli al-Nuha fi Sharh Ghayat al-Muntaha*. Damascus: Dar al-Nashr, 1961.
- Al-Sarakhsi, Muhammad b. Ahmad. *Al-Mabsut*. Beirut: Dar al-Maʻrifah, n.d.
- Al-Shafiʻi, Muhammad b. Idris. *Al-Umm*. Riyad: Bayt al-Afkar al-Duwaliyyah, n.d.
- Al-Shahid al-Awwal ,Shams al-Din Muhammad b. Makki. *Al-Durus al-Sharʻiyyah fi Fiqh al-Imamiyyah*. Qum: Muʼassasat al-Nashr al-Islami, n.d.
- Al-Shahid al-Thani, Zain al-Din ʻAmili. *Sharh al-Lumʻah al-Dimashqiyyah*. Qum: Chapkhana ʻIlmiyyah, n.d.
- Al-Sharbini, Muhammad b. Ahmad al-Khatib. *Al-Iqnaʻ fi Hall Alfaz Abi Shujaʻ*. Beirut: Dar al-Fikr, 1415 AH.
- Al-Shaybani, Muhammad b. Hasan. *Al-Hujjah ʻala Ahl al-Madinah*. Beirut: ʻAlam al-Kutub, 1403 AH.
- Al-Shaybani, Muhammad b. Hasan. *Kitab al-Athar*. Beirut: Dar al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1993.

- Al-Shirazi, Abu Ishaq. *Al-Muhadhdhab fi Fiqh al-Imam al-Shafi'i.* Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, n.d.
- Al-Sughdi, Abu al-Hasan 'Ali b. al-Husayn. *Al-Nutaf fi al-Fatawa.* Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 1403 AH.
- Al-Tusi, Muhammad b. Hasan. *Al-Mabsut fi Fiqh al-Imamiyyah*. Qum: Mu'assasat al-Nashr al-Islami, 1422 AH.
- Al-Zayla'i, 'Uthman b. 'Ali. *Tabyin al-Haqa'iq Sharh Kanz al-Daqa'iq.* Cairo: Dar al-Kutub al-Islami, 1313 AH.
- Al-Zubaydi, Abu Bakr b. 'Ali al-Haddad. *Al-Jawharah al-Nayyirah.* Beirut: Al-Matba'ah al-Khayriyyah, 1403 AH.
- Ibn 'Abidin, Muhammad Amin. *Radd al-Muhtar.* Beirut: Dar al-Fikr, 1412 AH/ 1992 AD.
- Ibn al-Mundhir, Muhammad b. Ibrahim. *Al-Ijma'.* Beirut: Mu'assasat al-Kutub al-Thakafiyyah, 1993.
- Ibn Juzayy, Muhammad b. Ahmad. *Al-Qawanin al-Fiqhiyyah fi Talkhis Madhhab al-Malikiyyah*. Kuwait: Wizarat al-Awqaf, n.d.
- Ibn Kathir, Abu Isma'il b. 'Umar. *Tafsir al-Qur'an al-'Azim*. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1419 AH.
- Ibn Muflih, Abu 'Abd Allah Muhammad b. *Al-Mubdi' Sharh al-Muqni'.* Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1980.
- Ibn Nujaym, Zain al-Din. *Al-Bahr al-Ra'iq fi Sharh Kanz al-Daqa'iq*. Beirut: Dar al-Kutub al-Islami, n.d.
- Ibn Qudamah, 'Abd al-Rahman b. Ibrahim al-Maqdisi. *Al-Sharh al-Kabir*. Beirut: Dar al-Kutub al-'Arabiyyah, 1394 AH.
- Ibn Rushd, *Bidayat al-Mujtahid wa Nihayat al-Muqtasid*. Qum: Intisharat al-Sharif al-Radi, 1966.
- Iqbal, 'Allamah. *Kulliyyat-i Iqbal*. Lahore: Iqbal Academy, 1990.
- Mughniyyah, Muhammad Jawwad. *Al-Fiqh 'ala al-Madhahib al-Khamsah.* Tehran: Mu'assasat al-Sadiq, 1367 AH.
- Nizam, Al-Sheikh Nizam wa Jama'at 'Ulama' al-Hind. *Al-Fatawa al-Hindiyyah*. Beirut: Dar al-Fikr, 1310 AH.
- Yazdi, Sayyid Muhammad Kazim. *Al-'Urwah al-Wuthqa.* Beirut: Al-Dar al-Islamiyyah, 1410 AH.